33

اللہ تعالیٰ کے حضور عہد

(فرمودہ 19 ستمبر 1947ء بمقام لاہور)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

'' آج مَیں کچھ زیادہ بولنے کی ہمت نہیں پاتا۔ کیونکہ کل سے قادیان پر حملہ شروع ہو گیا ہے یعنی قادیان کے مغرب میں ایک بستی اسلام آباد نام کی تھی جو الگ گاؤں نہیں قادیان ہی کا حصہ تھی۔ جس میں غریب لوگوں نے اس لئے مکانات بنالئے تھے کہ قادیان کی زمینیں مہنگی ہو گئی تھیں اور وہ ان زمینوں کے خریدنے کی استطاعت اپنے اندر نہیں رکھتے تھے۔ آریہ سکول کے پاس ایک دوسرے گاؤں کی کچھ زمین تھی اس میں انہوں نے اپنے لئے مکانات بنالئے تھے۔ اس میں اکثر حصہ غیر احمدیوں کا تھا لیکن آٹھ دس فیصدی احمدی بھی تھے۔ اس بستی کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ایک احمدی مارا گیا ہے اور ایک غیر احمدی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی مارا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی غنڈوں نے ان مکانوں کو لُوٹ لیا، چھتیں توڑ دیں اور مکانات کے دروازے بھی اُکھیڑ لئے۔ اِسی طرح قادیان کے پاس بسنے والے گاؤں میں سے ایک ایک دو دو میل کے دیہات کو ڈرادھمکا کر خالی کرالیا گیا ہے۔ عملی طور پر قادیان میونسپل (MUNICIPAL) علاقہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے حملہ نہیں ہوا۔ مگر اسلام آباد اس کے محلوں میں سے ہی ایک محلّہ تھا۔ لیکن تھوڑی دیر ہوئی یعنی دو تین گھنٹے ہی گزرے ہیں کہ مجھے میاں بشیر احمد صاحب کا فون آیا کہ اس وقت کی جو حالت ہے وہ غالباً بیرونی دنیا سے یہ ہمارا آخری تعلق ہے۔ انسان پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ لیکن بہادری سے لڑکر مرنے کا موقع مل جائے تو یہ اَور چیز ہوتی ہے۔ اور ملٹری اور پولیس کی

مدد سے اس موقع سے بھی انسان کو محروم کر دینا یہ ایسا ظلم ہے کہ انسانی دماغ اس سے زیادہ ظلم تصور میں بھی نہیں لا سکتا اور یہ مثالیں کثرت سے گزشتہ فسادات میں ملتی ہیں۔ ایسی باتیں خواہ ہندوستان میں ہوں خواہ پاکستان میں نامناسب ہیں اور مہذب حکومتوں کو سختی سے ان باتوں کو روکنا چاہیے۔ جس قوم پر حملہ ہوا ہو اُس میں حکومت کو ضرور ہتھیار تقسیم کرنے چاہئیں۔ بہرحال قادیان اِس وقت بیرونی اسلامی دنیا سے بالکل کٹ گیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں باتیں کرنے کی بجائے انسان کو اپنا دل ٹٹول کر ایک ایسا عزم کر لینا چاہیے جس پر وہ مرتے دم تک قائم رہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں فوت ہوئے اُس وقت میری شادی تو ہو چکی تھی لیکن بچہ کوئی نہیں تھا۔ ایک بچہ ہوا تھا جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ اُس وقت مَیں نے **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عزم کیا تھا اور خدا تعالیٰ کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اگر جماعت اس ابتلاء کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جائے اور ساری ہی جماعت مرتد ہو جائے تب بھی مَیں اس صداقت کو نہیں چھوڑونگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے اور اُس وقت تک تبلیغ جاری رکھونگا جب تک وہ صداقت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی۔**

شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے اب ایک اَور عہد لینا چاہتا ہے۔ وہ وقت میری جوانی کا تھا اور یہ وقت میرے بڑھاپے کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کام کرنے کے لئے جوانی اور بڑھاپے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس عمر میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے کھڑا ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت مل جائے اُسی عمر میں وہ کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ لاہور ہی تھا جس میں مَیں نے وہ عہد کیا تھا اور یہاں پاس ہی کیلیاں والی سڑک پر وہ جگہ ہے۔ شاید یہاں سے ایک لکیر کھینچی جائے تو وہ جگہ اُسی کے محاذ میں واقع ہو گی۔ **بہرحال اسی لاہور میں اور ویسے ہی تاریک حالات میں مَیں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ خواہ جماعت کو کوئی بھی دھکّا لگے۔ مَیں اُس کے فضل اور اُس کے احسان سے کسی اپنے صدمہ یا اپنے دکھ کو اِس کام میں حائل نہیں ہونے دونگا بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی وَ بِتَوْفِيْقِهٖ وَ بِنَصْرِهٖ جو خدا تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کے قائم کرنے کا میرے سپرد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس عہد کے پورا کرنے کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری تائید فرمائے۔** باوجود اس کے کہ مَیں اب عمر کے لحاظ سے ساٹھ

سال کے قریب ہوں اور ابتلاؤں اور مشکلات نے میری ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پھر بھی میرے حی و قیوم خدا سے بعید نہیں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میرے مرنے سے پہلے مجھے اسلام کی فتح کا دن دکھا دے۔'' (الفضل 21 ستمبر 1947ء)